دیا، اور دوسری طرف اُس کی عزت و آبرو پر بڑی بے دردی کے ساتھ ہاتھ صاف کیے چنانچہ کچھ مدت گزر جانے کے بعد اب وہ زندگی کی اُس پست سطح پر آچکی ہے جس میں اُس کی زندگی کا مقصد صرف ایک ہی رہ گیا ہے کہ وہ کسی طرح مرد کی ہوس رانیوں کی بہتر سے بہتر طور پر تسکین کر سکے۔

آج کیلر اور اُسی طرح کی دوسری عورتیں جس قسم کی حماقتیں کر رہی ہیں۔ اُن میں حیرت کا کوئی پہلو نہیں وہاں کے مفکرین نے اپنے نظامِ حیات میں ذلت کا جو منصب انہیں سونپا ہے وہ بڑے جوش اور خوشدلی کے ساتھ اُس سے عہدہ برا ہونے کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہی ہیں اور انہیں اس امر کا احساس تک نہیں کہ شیطان کی ذریت اُن کے ساتھ کوئی شرمناک کھیل کھیلنے میں مصروف ہے۔

ترجمان القرآن جنوری ۵۸ء کے اشارات[1] میں ایک مقام پر یہ عبارت شائع ہوئی تھی کہ "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کو نہ ماننے والا شخص چاہے خدا اور آخرت کو مانتا ہو، پھر بھی وہ یقیناً کافر ہے اور اس کا خدا و آخرت کو ماننا کسی طرح بھی نجات کے لیے مفید نہیں ہے۔ اس معاملے میں سورۂ بقرۃ کی آیت اِنَّ الَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالنَّصَارٰی وَالصَّابِئِیْنَ... سے جو استدلال اس سے پہلے مولانا ابوالکلام آزاد کر چکے ہیں اور اب خلیفہ عبدالحکیم صاحب کر رہے ہیں وہ بالکل غلط ہے۔" حال ہی میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے نام ایک صاحب نے کراچی سے شکایت بھیجی ہے، جس میں لکھا ہے کہ مولانا آزاد کی جانب اس خیال کی نسبت صحیح نہیں ہے۔ ان صاحب نے مولانا مرحوم کے متعدد مطبوعہ مکاتیب اور تحریروں کا حوالہ دیا ہے اور ان میں سے بعض کی نقول بھی ارسال کی ہیں، جن سے مولانا آزاد کے اصل مدعا و منشا کی وضاحت مقصود ہے صاحب مراسلہ کا مطالبہ ہے کہ بعض ضروری اقتباسات کو ترجمان میں چھاپ دیا جائے۔ ہمارے لیے اس پورے مواد کا نقل کرنا تو مشکل ہے تاہم یہاں ایک مکتوب کے چند اجزاء شائع کیے جا رہے ہیں تاکہ مرحوم کے معاملے میں کوئی غلط فہمی یا ناانصافی نہ ہونے پائے۔ یہ خط مولانا محی الدین صاحب قصوری کے نام تھا اور "تبرکاتِ آزاد"

---

[1] واضح رہے کہ مذکورۂ بالا اشارات مولانا مودودی کے قلم سے نہیں تھے

ترجمہ مولانا غلام رسول مہر بھی طبع ہو چکا ہے۔ اس میں اسی آیت کی تفسیر بیان ہوئی ہے جس کا حوالہ اشارات میں تھا:

"جن یہود و نصاریٰ و صابئہ کا اس آیت میں ذکر ہے ان سے مراد وہ یہود و نصاریٰ نہیں ہیں جو بعد بعثت آنحضرتؐ کے عہد میں تھے۔ یا جو بعد ظہور اسلام کے دنیا میں رہیں گے۔ بلکہ صرف اُن کا جو ظہور اسلام سے پیشتر تھے۔ مگر اپنی قوم کی ضلالت تحریف و ترکِ شریعت و کتاب اللہ محفوظ رہے اور سچی یہودیت اور حقیقی عیسائیت پر کہ دراصل اسلام ہے (کیونکہ دین ایک ہے اور ہمیشہ سے ہے) ان کا خاتمہ ہوا۔ دراصل ایسے یہودی اور نصرانی آنحضرتؐ کے ظہور تک موجود تھے۔ یعقوبیہ عیسائیوں کا ایک بہت بڑا موحد فرقہ تھا جو مسیح کو ابن اللہ نہیں مانتا تھا اور نہ کفارہ کا قائل تھا۔ روم کی کونسل روحانی نے اس کے داعی کو سزا دی۔ وہ بھاگ کر اسکندریہ آیا۔ سو اصل آج کل کے یونی ٹیرین عیسائی انہی کے بقایا ہیں مشہور بشپ یوحنا جو حضرت عمرو بن العاصؓ کے ہاتھ پر بعد فتح مصر اسلام لایا اور سب سے پہلا حکیم اسلام قرار دیا گیا اسی فرقہ کا پادری تھا۔ یہ لوگ سچے عیسائی یعنی مسلمان تھے۔ مسیح کو نبی مانتے تھے۔ کفارہ کے قائل نہ تھے۔ نجات کا دارومدار اعمالِ صالحہ کو سمجھتے تھے۔۔ راتوں کو عبادتیں کرتے اور دن کو بیماروں کی خدمتیں۔ ان میں سے اکثر اربابِ بصیرت ایسے تھے کہ سچے دل سے فارقلیط کے موعودہ ظہور کے منتظر تھے۔ اور ان میں سے جن لوگوں نے اس پاک ظہور کو پایا سچے دل سے ایمان لائے۔ یہی لوگ تھے جن کی نسبت فرمایا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ۔ یہی دعوتِ اسلامی کو سن کر جھک جاتے ہیں اور انکار نہیں کرتے۔ چنانچہ اس کے بعد فرمایا وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ۔ جب قرآن کو سنتے ہیں تو ان کی آنکھوں سے جوشِ اشک بہنے لگتی ہے اس لیے کہ اس کی سچائی کو انہوں نے پا لیا ہے۔ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ۔ پس وہ پکار اٹھتے ہیں کہ خدایا ہم اس کلام پر ایمان لائے پس ہم کو شہدائے حق میں سے شمار کر۔

ورقہ بن نوفل ایسے ہی لوگوں میں سے تھے حضرت سلمان فارسیؓ نے طلبِ حق میں بڑا سفر کیا اور ایسے پادریوں سے ملے جو سِرِ حقیقت سے واقف تھے۔ انہوں نے وصیت کی کہ فارقلیط کا ظہور قریب ہے ملنا تو ایمان لانا اور ہمارا اسلام کہنا۔ سلمانؓ نے جب واقعہ بیان کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متامل ہوئے کہ ایسے لوگوں کی نسبت کیا کہیں۔ اس پر یہ آیت اتری اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی الخ یعنی وہ سچے انصاری تھے، سچے عیسائی تھے ان کے لیے کوئی خوف نہیں۔

ابن ابی حاتم نے بسند متصل مجاہد سے یہ روایت بیان کی ہے اور متعدد طرق سے منقول ہے اور سعید بن جبیر نے بھی روایت کی ہے۔ قرآن ہر جگہ اہلِ کتاب سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ کتاب اللہ کو قائم کرو جس کو تم نے نبذ وراء ظہور کر دیا ہے لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ۔ سورہ مائدہ میں کہا وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ الخ پس اصل دین اللہ ایک ہے جو یہودی و عیسائی تورات و انجیل پر قائم رہے کیوں نہ ان کے لیے مغفرت و نجات ہو۔ بات بالکل صاف ہے اور خواہ مخواہ دوسری طرف جانا غلطی ہے یہی تفسیر خود آنحضرت نے کی، اور یہی تفسیر اکابر صحابہ و تابعینؒ سے مروی۔ حضرت ابن عباسؓ سے البتہ متعدد مروی ہے کہ مقصود امم سابقہ قبل از ظہور اسلام ہیں نیز ربط آیات کا بھی مقتضی یہی ہے۔ رہی یہ بات کہ امم سابقہ کے ساتھ آمنوا کیوں کہا؟ یعنی مومنین کا کیوں ذکر کیا؟ تو اس کا جواب خود ابن عباسؓ دے چکے ہیں چونکہ دین الٰہی ایک اور نتائج ایک اس لیے فرمایا کہ اصل کار ایمان باللہ و عملِ صالح ہے پس جو ایمان لائے اور جو سچے یہودی و نصرانی تھے سب اللہ کے نزدیک ایک درجے میں ہیں اور مغفرت کا دروازہ باز۔ باقی رہے ان اقوام کے وہ لوگ جنہوں نے آنحضرت کا زمانہ پایا اور تبلیغ و دعوت کی گئی اور انکار کر دیا یا اس کے بعد کرتے رہے تو ان کی نسبت بھی قرآن سورہ حج میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئِیْنَ وَالنَّصٰرٰی وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا اِنَّ اللّٰهَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ۔۔۔۔۔!